ذیل کا مضمون جس کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ فضیلۃ الشیخ استاذ عبد الرحمان الحدیلی بیگ نے حرم نبوی کی اذان سے متاثر فرمایا ہے۔

آپ کا نام بلال اور والد کا نام رباح ہے۔ نسل کے اعتبار سے آپ حبشی ہیں۔ البتہ آپ کی پیدائش ہجرت سے ۴۳ سال قبل مکہ میں ہوئی۔ آپ کی ماں کا نام حمامہ ہے۔ لیکن مشرکین فرط حقارت سے آپ کو "ابن السوداء" کہہ کر پکارتے تھے۔

اسلام لانے والوں کی صف اول میں آپ کا نام شمار ہوتا ہے آپ حضرت ابوبکر، حضرت خدیجہ، حضرت علی، حضرت عمار، حضرت صہیب۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایمان لائے۔

آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ جو کفار کے سربر آوردہ لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اور لوگوں کو شدت کے ساتھ اسلام سے روکتا تھا۔ بھلا وہ خود اپنے ہی غلام کو اسلام کے حلقہ میں داخل ہوتا ہوا کیونکر دیکھ سکتا تھا؟ اور وہ یہ کیسے گوارہ کر لیتا کہ اس کا غلام آبائی دین چھوڑ کر نیا مذہب اختیار کرے؟ لہٰذا وہ آپ کو عذاب دینے کا نیا بہانہ تلاش کرنے لگا۔ آپ کو دوپہر کی جھلاتی ہوئی دھوپ میں لٹا کر سینہ پر گرم پتھر رکھ دیا۔ تاکہ آپ اسلام سے منھ موڑ لیں اور اپنے آقا کے پرانے دین پر لوٹ جائیں۔ آپ شدت سے انکار فرماتے اور اللہ احد اللہ احد کہتے جاتے تھے۔ اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ آپ کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کر دیتا۔ جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو اسے آپ کے جسد مبارک پر الٹ پھیر کرتا۔ تاکہ آپ کو تکلیف ہو۔ اور کہتا کہ "اللہ احد" مت کہو بلکہ لات و عزیٰ کو یاد کرو۔ آپ ہر بار انکار کرتے اور احد احد کہہ کر مصیبتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ یہ تھی توحید ایمان باللہ جس پر آپ ثابت قدمی کے ساتھ قائم رہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت بلال اس لئے مسلمان ہوئے کہ انھیں اسلام کے اندر وہ چیزیں نظر آئیں جو غلامی کے عذاب سے بچا سکتی تھیں۔ اور مشرکین کے ظلم کو دفع کر سکتی تھیں۔ لیکن سیرت بلال اور اسلامی واقعات کے مطالعہ کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ خیال فاسد اور غلط ہے۔ اسلئے کہ تاریخ بتاتی ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انھیں کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اور کس طرح سے دوگنی سہ گنی تکلیفیں اسلام کے بعد برداشت کرنی پڑیں۔ لہٰذا حضرت بلال کا ایمان کامل تھا اور درحقیقت وہ مومن باللہ تھے اور اس راہ میں جو کچھ مصیبتیں پیش آئیں انھیں ہنس ہنس کر برداشت کرتے تھے۔

حضرت بلال کی آزادی کا شرف حضرت ابوبکر صدیق کو حاصل ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق نے امیہ بن خلف سے کہا کہ تم ان کے ظلم سے باز آ جاؤ اور انھیں میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔ چنانچہ وہ بیع پر رضامند ہو گیا۔ اور حضرت ابوبکر نے آپ کو سات اوقیہ سونے پر امیہ سے خرید لیا۔

امیہ نے آخری ذلت بھی تحقیر و تذلیل کا ایک زبردست تیر مارا۔ اور بات چیت ہو جانے کے بعد حضرت ابوبکر سے کہا کہ اچھا ہوا جو تم نے سات اوقیہ دیدیا۔ اگر تم ایک اوقیہ بھی دیتے تو میں انکار نہیں کرتا۔ حضرت ابوبکر نے منہ توڑ جواب دیا۔ اور فرمایا کہ سات کیا اگر تم سو اوقیہ بھی مانگتے تو بھی میں دے دیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی نظر میں حضرت بلال اور ان کی صلاحیتوں کو پہچان لیا۔ آپ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ ابوبکر کیا تم کچھ قیمت لیکر مجھے بھی اس نیک کام میں شریک کر سکتے ہو حضرت ابوبکر نے کہا۔ میں نے تو پوری قیمت دیکر خرید لیا ہے۔ اور

آزاد بھی کر دیا ہے۔ اللہ اکبر۔ جو دو سخا اور حمیت اسلام کا اس درجہ ولولہ اور جوش و خروش۔

حضرت بلال غلامی کی زنجیروں سے تو آزاد ہو گئے۔ دجیسے کہ کفر وشرک سے بری ہو گئے) لیکن مشرکین کی ایذا سے چھٹکارا نہ مل سکا۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہجرت کا حکم دیدیا۔ اور آپ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن آپ کا دل مکہ میں تھا۔ ایک کشش تھی۔ جو مکہ کی طرف کھینچ رہی تھی۔ یہ کشش حب الوطنی کی بین دلیل ہے۔

جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ پہونچے تو آپ مستقل طور پر حضور کے ساتھ رہنے لگے۔ نہ سفر میں آپ سے جُدا ہوتے نہ حضر میں۔ غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ نصب کرنے اور دھوپ سے بچنے کے لئے انتظام کرتے۔ پھر جب اذان شروع ہوئی تو آپ بلندی آواز اور طرز ادا کی وجہ سے مؤذن مقرر ہوئے۔

اذان دینے میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ اور آپ لوگوں کو نماز کے لئے بلانا خوب جانتے تھے۔ وقت پر اذان دیکر حضور کی آمد کا انتظار کیا کرتے تھے۔ جب کبھی آپ آنے میں دیر فرماتے تو خود بلانے جاتے اور دروازہ پر کھڑے ہو کر کہتے: "حی علی الصلوۃ۔ حی علی الفلاح، الصلوۃ یا رسول اللہ" جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے نماز نہ ہوتی۔

حضرت بلال کی ایک عادت لطیفہ جسے آخر زمانہ تک کے مؤذنوں نے نقل کیا ہے۔ یہ تھی کہ جب آپ اذان کے لئے نکلتے تو طلب مغفرت رحم ذنوب کے کلمات دہراتے جو نفس کو داعی صلوۃ کی دعوت قبول کرنے پر آمادہ کرتے تھے۔ حضرت بلال روئے زمین پر نفس مومنہ کی ایک سچی تصویر بن کر زندہ رہے۔ زندگی میں پیش آنے والے مصائب پر صبر کرتے رہے۔ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا اس صبر و شکر کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ بدر میں اللہ تعالی نے ان کے سب سے بڑے دشمن کو مسلمانوں کے ہاتھ میں ذلیل و خوار کرکے ڈالدیا آپ نے دیکھا کہ امیہ بن خلف عبد الرحمان بن عوف کے پیچھے پیچھے چھپ کر بھاگ رہا ہے۔ اسے دیکھتے ہی چیخے کہ مسلمانو! یہ کفار کا سردار جا رہا ہے۔ اگر یہ نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر میری کامیابی خاک میں مل جائے گی۔ یہ کہہ کر تلوار کا ایک زبردست ہاتھ مارا جس سے زخم کاری لگا۔ اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

جب مکہ فتح ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہو۔ آپ نے تعمیل حکم کی اور حق و صداقت سے بھرے ہوئے کلمات سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

آپ حضور کی زندگی بھر مؤذنی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اذان دینی بند کردی۔ اور آپ کی جگہ دوسرے مؤذن مقرر کئے گئے۔ اسلئے کہ آپ اس صدمۂ جانکاہ کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور آپ میں اتنی قوت نہ رہ گئی تھی کہ آپ اذان دے سکیں۔

ایک مرتبہ وفات نبوی کے بعد آپ نے اذان دی۔ لیکن جب آپ "اشہدان محمد الرسول اللہ" پر پہونچے تو اشکوں کا ایک سلسلہ جاری ہو گیا۔ اور ہچکیاں بندھ گئیں۔

اسکے بعد آپ نے حضرت ابوبکر سے اجازت مانگی۔ کہ میں اپنی بقیہ زندگی کو فی سبیل اللہ میں گزاروں۔ انہوں نے اجازت دیدی۔ آپ شام کے علاقہ میں جہاد کرنے لگے۔ اس وقت عمر ساٹھ سال کی تھی۔ آپکے قیام شام ہی کے زمانہ میں شام فتح ہوا۔ اور اس موقعہ پر حضرت عمر اور دوسرے صحابہ کرام شام آئے۔ جب انہوں نے اپنے درمیان حضرت بلال کو دیکھا تو سب نے تقاضہ کیا کہ آپ ایکمرتبہ پھر اذان دیں شاید پھر ایسا موقعہ کبھی ہاتھ نہ آتا کہ حضرت عمر اور اجلہ صحابہ کا اصرار ہوں آپ آمادہ ہو گئے۔ جب سرزمین دمشق میں صحابہ نے اذان بلالی سُنی تو عہد نبوی انکی نظروں کے سامنے آگیا اور آہ و بکا سے ایک حشر بپا ہو گیا ۷۰ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ ایام مرض کی مصیبتوں کو ہنس ہنس کر برداشت کرتے اور خوش ہوتے کہ اب آغوش رحمت میں جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا وقت قریب آرہا ہے۔ جب آپکی اہلیہ ہائے غم ہائے غم افسوس کہہ کر چیخیتیں تو آپ خوشی کا اظہار فرماتے اور "واطرباہ" کہہ کر جواب دیتے کہ واہ کل کیا خوشی ہوگی جبکہ حبیب سے وصال ہوگا اور اپنے یار سے ملونگا۔ دمشق میں آپ کا انتقال ہوا آپ کی قبر وہاں ایک مشہور مقام پر ہے۔

اللہ اکبر! کتنی مکرم ہے حیات بلال اور کتنا زبردست ہاتھ ہے اس شخصیت میں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے حیات انسانی سے کفر وشرک کے مادہ کو نکال کر پھینک دیا۔ اور تمام انسانوں کے درمیان اخوت کا جال بچھا دیا۔ یہاں تک کہ ایک غلام بھی سیادت و سرداری کا تاج پہنے ہوئے نظر آتا ہے۔